پاکستان میں مذہبی انتہاپسندی کے سدِباب کی حکمت عملی: جامعات کے کردار کا جائزہ

Strategies for Countering Religious Extremism in Pakistan: An Analysis of Universities' Role

Dr. Nasrullah Quraishi
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Bahria University, Karachi, Pakistan:
nasurullahqureshi.bukc@bahria.edu.pk

Dr. Sajjad Ahmed
Assistant Professor, College Education Department, Sindh:
sajjadamsc@gmail.com

Dr. Afshan Naz
Associate Professor, College Education Department, Sindh:
afshannaz40@gmail.com

Abstract:
According to the 2017 census, the population of Pakistan is approximately 207 million. Islam is the dominant religion with about 96.47% of the population practicing the faith, while the remaining 3.53% practice various religions including Hinduism, Christianity, Sikhism, and other religions. Religious minorities in Pakistan include but are not limited to Christians, Hindus, Kalash, Parsis and Sikhs, and Ahmadis and others. It is important to note that while Pakistan is predominantly a Muslim country, there are internal divisions within the Muslim community. These divisions include various sub-division of Muslim society and different aspects of jurisprudence or Fiqhi backgrounds. Furthermore, there are ongoing debates about the role of Islam in Pakistani society and politics. In this diverse society religious extremism poses a significant challenge to Pakistan's social cohesion and stability, needing comprehensive strategies to counter its influence. This abstract examines the role of universities in

countering religious extremism and proposes strategies to influence their potential in promotion of tolerance, critical thinking, and development of unity among students. This study highlights the importance of promoting merit base hiring of the admin to faculty, critical thinking skills, facilitating interfaith dialogue, integrating religious education with modern subjects, and promoting peaceful conflict resolution within university settings. Additionally, it emphasizes the significance of engaging with civil society, training educators and counselors, conducting research, and promoting youth leadership and civic engagement to effectively address the root causes of extremism. By implementing these strategies, universities can play a pivotal role in shaping a stronger and inclusive society that is resistant to extremist activities.

Keywords: *Religious, Extremism, Extremism in Pakistan, Role of Universities*

تعارف

پاکستان کی ترقی اور خوش حالی کے لئے بہت ضروری ہے کہ یہاں مذہبی ہم آہنگی اور سماجی امن کے لئے سنجیدہ کوششیں کی جائیں۔ اس ضمن میں مذہبی اقلیتوں کے حقوق کی ادائیگی غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ حکومتِ پاکستان کی طرف سے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں بسنے والی مذہبی اقلیتوں میں ہندو، مسیحی، سکھ، بدھ مذہب کے ماننے والے، کلاش، پارسی اور بہائی قابل ذکر ہیں۔ پاکستان ادارہ برائے شماریات کے مطابق 96.28 فی صد افراد کا تعلق تو مذہبِ اسلام سے ہے جو اکثریتی شمار ہوتے ہیں۔ جبکہ ملک خداداد میں بڑی اقلیتوں کی حیثیت میں بسنے والوں میں ہندو مذہب 1.60 فیصد ہیں اور عیسائی مذہب سے منسلک افراد کی تعداد 1.59 فی صد ہے۔ جبکہ قادیانی 0.22 فی ہیں جبکہ 0.32 فیصد دیگر مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد پاکستان میں رہائش پذیر ہیں۔[1] اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے بعض غیر ملکی بھی ملازمت، کاروبار، تعلیم اور دیگر مقاصد کے حصول کے لئے وطن

[1] POPULATION BY RELIGION, Pakistan Bureau of Statistics, 2022 https://www.pbs.gov.pk/sites/default/files/tables/POPULATION%20BY%20RELIGION.pdf retrieved on 18-4-2022

عزیز میں موجود ہیں۔ جن میں اکثریت کا تعلق چین، سری لنکا، بھارت وغیرہ ممالک سے ہے۔[2] علاوہ ازیں مسلمانوں میں فرقہ وارانہ اور مسلکی بنیادوں پر بھی داخلی تقسیمات موجود ہیں۔

اسلامی تعلیمات کی پاسداری، نظریہ پاکستان اور قائداعظم کے ہاں پائے جانے والے فلاحی ریاست کے تصور کی ترویج اور اقوامِ عالم میں پاکستان کے وقار و تشخص کے تحفظ کا تقاضا ہے کہ مختلف مذاہب اور مسلمانوں کے اندر پائے جانے والے فقہی واعتقادی مسالک سے وابستہ لوگوں کے حقوق ومفادات کی نگہداشت کے لئے پوری ذمہ داری اور تحرک کا مظاہرہ کیا جائے۔ ہم آہنگی کے اس مثالی ماحول کی تشکیل کے لئے بہت ضروری ہے کہ امن، برداشت، احترام اور وسعتِ قلبی کے عوامل وعناصر پر بھرپور توجہ دی جائے۔ ان صالح اہداف کا حصول مذہبی انتہا پسندی کے خاتمے سے براہ راست تعلق رکھتا ہے۔

عصر حاضر کا جائزہ لیا جائے تو کئی ایک جگہوں پر پاکستانی معاشرہ اصل عمرانی معاہدے سے دور ہوتا چلا جارہا ہے۔ جہاں کئی ایک جگہوں پر حکومتی کمزوری اور کئی واقعات میں پسند وناپسند جیسے عوامل انتہاپسندی کو ترویج دے رہے ہوتے ہیں۔ معاشرے میں انتشار پیدا کرنے والے عوامل میں عمومی طور پر بنیادی حقوق جن میں مذہبی رسوم کی ادائگی، انجمن سازی، تعلیم کا حصول اور پیشہ ورانہ زندگی میں عام لوگوں کے باہمی رویے اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں میں آئین وحکومت پاکستان ہر مذہبی گروہ کو اپنی عبادات اور مذہبی رسوم کی ادائیگی کی اجازت فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ آئینِ پاکستان کی شق (1)25 کے تحت ہر ایک شہری قانون کی نگاہ میں برابر حیثیت کا حامل ہے۔[3] جبکہ مختلف مذہبی گروہوں کو شق اجتماعات اور انجمن سازی کی اجازت اور تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔[4]

بقائے باہمی کے لئے آئین پاکستان میں مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کے انتظام کی آزادی دی گئی ہے۔ تاہم آئین کی شق 20 میں مذہبی آزادی کو قانون، امنِ عامہ اور اخلاق کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے کہ مملکت کا

2

[3] آئین پاکستان، 25(1)

The Constitution of Pakistan, Article: 25(1)

[4] آئین پاکستان، 17، 18

The Constitution of Pakistan, Article: 17-18

دفاع، جان ومال کی حفاظت اور اخلاق و کردار میں انسانی فطرت پر بقاء کو کسی طرح ممکن بنایا جاسکے۔ آئین پاکستان کی اس شق میں اپنے مذہبی فکر یا گروہی نظریات سے متعلق درج ذیل حقوق دئے گئے ہیں:

1. اپنے مذہب کی آزادانہ پیروی
2. ابلاغ کا حق
3. قیام اداراہ اور اس کا انتظام چلانے کا حق[5]

آئین کی شق 21 میں مذہبی گروہوں پر کسی قسم کے مالی محصول سے تحفظ دیا گیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اگر وصول ہو گا بھی تو وہ ان ہی پر صرف کیا جائے گا کسی دوسرے مذہب یا گروہ کی تبلیغ وترویج پر صرف نہیں کیا جائے گا۔ جبکہ آئین کی شق 22 میں تعلیم وتربیت کے ضمن مذہبی و گروہی پسند وناپسند کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ عام مقامات میں داخلے کے متعقل شق 26 بغیر کسی فرق برابر حق قرار دیا گیا ہے۔[6]

مذکورہ بالا شقوں کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ آئینِ پاکستان اپنی اصل روح کے مطابق اپنے شہریوں کے مابین کسی (گروہی، مذہبی یا فرقہ ورانہ وغیرہ) تفریق کے بغیر باہمی بقا کا ضامن نظر آتا ہے۔ اس سے بڑھ کر آئین کی شق 33 کے تحت حکومتوں کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ علاقائی، نسلی، قبائلی، فرقہ ورانہ اور صوبائی تعصبات کی حوصلہ شکنی کرتی رہے۔

جیسا کہ سطورِ بالا میں ذکر کیا گیا کہ پاکستان میں داخلی اقلیتوں کے علاوہ چائنہ، سری لنکا، وغیرہ سے بڑی تعداد میں غیر مسلم افراد کاروباری، سفارتی، یا تعلیمی وغیرہ مقاصد کے لئے بڑی تعداد میں ہر وقت قیام پذیر ہوتے ہیں۔ دیگر ممالک کے پاکستان اور بیرون بسنے والے شہریوں سے بھی آئین کی شق 40 میں دوستانہ تعلقات استوار

---

[5] آئین پاکستان، 20

The Constitution of Pakistan, Article: 20

[6] آئین پاکستان، 21

The Constitution of Pakistan, Article: 21

کرنے کا مقصد امن اور بقائے باہمی ہی بتایا گیا ہے تاکہ بغیر انتہاپسندی اور تشدد کے رویوں کے برعکس فرد مملکت اور تمام عالم کا تحفظ ممکن بنایا جاسکے۔[7]

آئینِ پاکستان کی ان اصولی ہدایات کے باوجود معاصر معاشرے کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاشرہ تمام تر انفرادی اور بعض اجتماعی کاوشوں کے باوجود قائداعظم محمد علی جناح کی تعلیمات، آئین پاکستان کی روح اور اس کی اصولی حکمت عملی سے دور ہوتے نظر آتا ہے۔ ماضی قریب کا جائزہ لیا جائے تو مختلف زاویوں سے تشدد اور انتہاپسندی کے واقعات ہر عام وخاص کے لئے رنج والم میں اضافہ کرتے نظر آتے ہیں۔ ان واقعات میں قانون سے بالاتر ہوئے ہوئے انفرادی یا اجتماعی ردِ عمل کے ذریعے لوگوں کو ان کے منفی رویوں، اعمال، زباں درازی یا ایسے امور میں فقط شک کی بنیاد پر بغیر کسی قانونی چارہ جوئی نقصان پہنچایا گیا۔ یہ واقعات نہ صرف اس علاقے کے لوگوں کے لئے شرمندگی کا باعث بنے بلکہ مجموعی طور پر ملک خداداد کے لئے بھی عزت وآبرو میں کمی کرتے نظر آئے۔ ان واقعات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیشے کہیں نہ کہیں سیاسی چپقلش، قومی وقبائلی تعصبات، گروہی انتہا پسندی، یا مذہبی منافرت اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں اور شدت پسندی کا ردعمل دکھانے والے افراد میں نوجوان طبقہ آگے آگے نظر آتا ہے۔ یاد رہے کہ نوجوان طبقہ جس کی عمر 15-29 سال کے مابین ہوتی ہے پاکستان کی مجموعی آبادی کا کم وبیش 30 فی صد حصہ ہیں۔[8]

انتہاپسندی اور ان واقعات میں نوجوان طبقے کی شمولیت اس بات کا پیش خیمہ ہے کہ مستقبل قریب میں اس مسئلے کو حل نہ کیا گیا تو یہ معاشرہ اپنے فطری نتیجے یعنی اجتماعی انتشار کی طرف چلا جائے گا۔ اس ضمن میں جامعات کا کردار خاصی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ ایک طرف بڑی تعداد میں طلبہ وطالبات ان اداروں سے منسلک ہیں۔ اور دوسری طرف یہ تعلیمی ادارے نہ صرف پیشہ ورانہ تربیت کے ذمہ دار ہیں بلکہ نوجوانوں کی تربیت اور ان کی کردار سازی اور اخلاقی معیار کی بلندی بھی ان کے قیام کا اولین مقصد ہے۔

---

[7] آئین پاکستان، 21

Ibid

[8] https://hdr.undp.org/en/content/unleashing-potential-young-pakistan

پاکستان کی آبادی کا تقریباً تقریباً 6.4 فیصد نوجوان اعلیٰ تعلیم کی غرض سے پاکستان میں موجود 235 پاکستانی[9] اور 51 بیرونی جامعات کے پاکستانی مراکز سے منسلک ہیں یا رہے ہیں۔[10] اعلی تعلیمی کمیشن کے اعداد و شمار کے مطابق فقط سال 2017-18 میں 1580868 طلبہ وطالبات پاکستانی جامعات میں زیرِ تعلیم تھے۔[11] جبکہ تعلیم وتربیت پر مامور اساتذہ کی تعداد 58,733 ہے۔[12]

دستور پاکستان کی اصولی تعلیمات اور سیاسی، قبائلی، گروہی، لسانی یا مذہبی بنیادوں پر منافرت کے انتہا پسند رویوں کے واقعات کے تواتر سے ظہور پذیر ہونے اور ان میں نوجوانوں کی شمولیت کو روکنے اور ملک کی بنیاد آئینی اصولوں پر رکھتے ہوئے بقائے باہمی کو یقینی بنانے کے لئے پاکستانی جامعات مختلف کردار نبھاتی آئی ہیں۔ جہاں ماضی قریب میں "پیغامِ پاکستان" کے ذریعے دہشت گردی جیسے ناسور سے کسی حد تک بچاؤ ممکن ہو سکا ہے۔ اسی طرح انتہا پسندی کے ضمن میں بھی درج ذیل زاویوں سے مختلف اقدام اٹھانے کی ضروت ہے:

مذہبی انتہا پسندی کے سدِباب میں جن علمی وسماجی اداروں کا کردار غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے ان میں جامعات منفرد حیثیت رکھتی ہیں۔ اس ضمن میں جامعات کے کردار کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ ذیل کی سطور میں پیش کیا جاتا ہے:

---

[9] https://hec.gov.pk/english/universities/pages/recognised.aspx#k=#s=11
Pakistan statistics mentioned 210 universities which are currently working in Pakistan. See: http://www.pastic.gov.pk/database-universities.aspx

[10] https://hec.gov.pk/english/universities/Pages/Foreign-Collaboration-Institutions.aspx
POPULATION BY RELIGION, Pakistan Bureau of Statistics, 2022 https://www.pbs.gov.pk/sites/default/files/tables/POPULATION%20BY%20RELIGION.pdf retrieved on 18-4-2022

[11] https://hec.gov.pk/english/services/students/PCD/Documents/Universitywise%20.pdf retrieved on 18-4-2022

[12] https://opendata.com.pk/dataset/52977e2d-938c-44d0-982c-e469c0b397f8/resource/674d2c34-0a00-49f8-9b14-8c28d65adeb8/download/pakistan-education-statistics-2016-17.pdfp. 11

اساتذہ وملازمین کی تقرری وترقی کے معیارات

اساتذہ کسی بھی جامعہ کو نتیجہ خیز بنانے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیوں کہ استاد کے بغیر عمارت، نصاب اور دیگر ملازمین کی موجودگی ان اجزاء کو حقیقی تعلیمی وتربیتی ادارے میں تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس کا مظاہرہ کروناوائرس کے دوران وقتاً فوقتاً ہوتا رہا کہ اساتذہ جامعات کی خوبصورت عمارات اور وہاں موجود سہولیات کے بغیر بھی اپنے فرائض منصبی سرانجام دیتے رہے۔ پاکستان میں جامعات کے اساتذہ اور دیگر ملازمین کی تقرری اور ترقی کے معیارات مقرر ہیں۔ ان معیارات پر پورے اترنے والے افراد کو ہی جامعات میں پیشہ ورانہ کام کی پیش کش کی جاتی ہے۔ اس ضمن میں آئین کی شق 33 کے تحت حکومت اور اس کے تحت چلنے والے اداروں کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ علاقائی، نسلی، قبائلی، فرقہ ورانہ اور صوبائی تعصبات کی حوصلہ شکنی کرتی رہے۔[13] جامعات نے اس ہدف کو حاصل کرنے کے لئے اعلی تعلیمی کمیشن کی ہدایات کے تحت ملازمت کے حصول خصوصاً استادی پیشہ اختیار کرنے والوں کے لئے مختلف شرائط مقرر کی ہوتی ہیں۔ مگر ذیلی کمیٹیوں اور چناؤ کے عمل میں شامل اہل مناصب افراد کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ملازمت کے خواہش مند افراد کو اپنی ذاتی پسند وناپسند کی بنیاد پر ابتدائی مراحل میں ہی چھانٹی کیا جاتا ہے تاکہ اعلی سطحی انٹرویو میں فقط اپنی مرضی کے افراد کی رسائی ممکن ہو۔ جامعات میں یہ رویہ مختلف زاویوں سے کارفرما ہوتا ہے۔ کہیں سیاسی اثر ورسوخ، تو کہیں گروہی، علاقائی، لسانی تعلقات اور کہیں مذہبی تعصبات کو بھی انتہائی اہم عامل گنا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں ایک مستقل لائحہ عمل طے کیا جائے کہ امیدواروں کو پہلے سے موجود اساتذہ یا ملازمین کے تعصب سے محفوظ رکھا جاسکے۔ تعصب کی بنیاد پر آنے والے اساتذہ لازمی طور پر اپنے سیاسی، لسانی، قبائلی، علاقائی تعصب کی جھلک عملی سرگرمیوں میں بھی دکھاتے ہیں۔ ان تعصبات کے ردِ عمل کے نتیجے میں ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جو جامعہ اور شریکِ کار ملازمین کے لئے اپنی حساسیت کی وجہ سے شرمندگی کا سبب بنتے ہیں۔ دوسری طرف ایسے اساتذہ جو بار بار اس اعتماد کے ساتھ مختلف ملازمتوں کے لئے درخواستیں دیتے ہیں کہ جامعات کی بھرتی خالص میرٹ پر ہوتی ہے وہ بھی ناامید ہوجاتے ہیں اور کسی انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور

---

[13] آئین پاکستان: شق 33

The Constitution of Pakistan, Article: 33

ہو جاتے ہیں جس میں کبھی ان کا تو کبھی مخالفین کا نقصان ہوتا ہے۔ اس ضمن میں علوم اسلامیہ کا جائزہ لیا جائے تو پاکستان بھر کی جامعات میں مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے مسلک یا گروہ سے متعلق افراد کا سہولت کار اور مخالف گروہ کے لئے رکاوٹیں پیدا کرے۔

تعصب کا شکار ہونے اور انتہا پسندی کے سدِ باب کے لئے اس سلسلے میں ایک اہم امر یہ بھی ہے کہ انٹرویوز میں امیدواروں کی اچھی طرح چھان بین اور جانچ پڑتال کی جائے ایسے سوالات کئے جائیں جن سے امیدوار کی اخلاق و کردار کے علاوہ مملکت پاکستان کے دستور و قوانین کی پاسداری کے حقیقی جذبات پائے جائیں۔ کہ اخلاق کی پستی میں گھرے افراد کبھی قوم کے اندر امن ورواداری کی تعلیمات کا فروغ نہیں کر سکتے۔

نصابِ تعلیم اور طریقہ تدریس

1. جامعات کے نصاب کے متعلق اعلی تعلیمی کمیشن نے اصولی نصاب کے متعلق ہر مضمون کے لئے خطوط متعین کر دی ہیں۔ اس کے باوجود جامعات کو اجازت ملی ہوتی ہے کہ وہ اپنے معشرے کی فنی، فکری اور اخلاق ضروریات کے پیش نظر کمی بیشی کرے۔ معاشرے میں دوستانہ روابط استوار کرنے اور مذہبی ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے ایچ ای سی کے نصاب میں مطالعہ اسلام (برائے مسلم طلبہ وطالبات جبکہ غیر مسلموں کے لئے اپنے دین کا مطالعہ) اور مطالعہ پاکستان کے مضامین کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ میں مذہبی انتہاپسندی کے سدِباب کے لئے اعلی تعلیمی کمیشن کی طرف سے مقرر کردہ تمام مضامین میں شامل لازمی مضامین کے جزئیات میں درج ذیل امور کا اضافہ کیا جائے تو یقیناً مستقبل کے طلبہ وطالبات انتہاپسندی کو چھوڑ کر باہمی تعاون کی فضا ہموار کر سکیں۔

2. مطالعہ پاکستان کے ضمن میں

   a. آئین ودستور پاکستان میں غیر مسلموں کے حقوق وفرائض

   b. پاکستان میں بسنے والی مذہبی اقلیتوں کی تاریخ وتعارف

3. اسلامیات کے ضمن میں

a. نبی اکرم ﷺ کے غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات

b. مسلمانوں کا غیر مسلموں کے ساتھ حسن اخلاق (تاریخ اسلام کے سنہری واقعات)

c. اسلام میں سفارت کاری کے آداب

d. مسلمانوں پر غیر مسلموں کے حقوق

e. مسلم ریاست پر غیر مسلموں کے حقوق و فرائض

اس کے علاوہ نصاب کی تدریس کے دوران فقط لیکچر کے انداز پر اکتفی نہ کیا جائے بلکہ طلبہ وطالبات کے دلوں کو نرمی اور حسن سلوک کے ثمرات سے آشنا کرنے کے لئے ایسے کام تفویض کئے جائیں جن میں اسلامی تعلیمات پر علم کرنے کا طریقہ سکھانے کے بعد استاد نہ صرف طلبہ وطالبات کے لئے نمونہ ہو بلکہ طلبہ وطالبات سے عملی مشق بھی کرائے۔ مثلاً اگر طلبہ وطالبات کے قلوب واذہان کو شکر سے آشنائی کرائی جارہی ہے تو شکر گذاری کی اہمیت اور فوائد بتانے کے بعد طلبہ وطالبات سے ایسے مطالبات کئے جاسکتے ہیں کہ آپ اپنے والدین کا عملی شکر ادا کریں جہاں انہیں کوئی تحفہ / ہدیہ پیش کریں اور والدین کو طلبہ وطالبات باور کرائیں کے آپ کے ہمارے اوپر کئی احسانات ہیں جن کا یقیناصلہ یا بدلہ چکنانہ صرف مشکل بلکہ ناممکن بھی ہے۔ اس دوران طلبہ کو کہا جائے کہ وہ شکر گذاری کے دوران والدین کے رویوں کو جانچتے رہیں۔ اس طرح نہ صرف والدین کے دل نرم ہوں بے بلکہ طلبہ وطالبات بھی حقیقی طور پر احسان فراموشی جیسی بری عادت سے خود کو محفوظ رکھ سکیں گے۔ ساتھ ہی ان کے دل ابتدائی طور پر والدین کے لئے نرم ہوں گے اس نرمی کا فیض آہستہ آہستیہ تمام اہل خانہ، محلہ، شہر، ملک اور عالمی سطح پر محسنین کی شکر گزاری تک پھیلتا چلا جائے گا۔ اور اس طرح یہ کائنات امن وسلامتی کا گہوارہ بنتی چلی جائے گی۔

معلمین کی تربیت

معلمین چاہے وہ پرائمری سطح کے ہوں یا یونی ورسٹی سطح کے انہیں وقتاً فوقتاً دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھانے اور خود کو وقت اور حالات کے تقاضوں سے ہم آہنگ رکھنے کے کی ضرورت رہتی ہے۔ اس کے پیش نظر پاکستان بھر میں 213 معلمین کی تربیت اور تدریب کے ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ جہاں 0.724 ملین اساتذہ زیر تعلیم ہیں۔ ایسے اساتذہ کی فنی مہارت کو نکھارنے کے لئے 3477 ماہرین بھی متعین ہیں۔[14] اس ضمن میں درج ذیل امور کو سامنے رکھا جائے تو اساتذہ کی فنی مہارت کے ذریعے طلبہ وطالبات کے اخلاق و کردار کو نکھارا جاسکتا ہے:

2.1. تربیت پر مامور ماہرین زیرِ تربیت اساتذہ کو باور کرائیں کہ طلبہ وطالبات کے کیا حقوق ہیں

2.2. طلبہ وطالبات کے مابین سیاسی، قبائلی، لسانی یا مذہبی وغیرہ بنیادوں پر تفریق کا شائبہ پیشانہ ہونے دیں

2.3. انہیں طلبہ وطالبات کے آئینی حقوق سے آگہی دی جائے

2.4. نبی اکرم ﷺ کے تربیتی مناہج سے آگہی دی جائے

اقلیتی طلبہ کا داخلہ اور وظائف کی سہولیات:

تعلیم وتربیت کے ضمن مذہبی و گروہی پسند وناپسند سے بالاتر ہو کر حسن سلوک اور سہولیات فراہم کرنے کی اصولی ہدایات آئین کی شق 22 کے ذریعے ملگی ہیں۔ جبکہ تعلیمی ادارے جو عوامی جگہوں کی حیثیت بھی رکھتے ہیں وہاں داخلے کے متعلق شق 26 سے راہنمائی ملتی ہے کہ بغیر کسی تفریق ہر ایک کے ساتھ برابری کا رویہ رکھا جائے۔[15] اس ضمن میں جامعات کو چاہئے کہ باہمی احترام کے جذبات کو ترویج دینے کے لئے اقلیتی طبقات کے احساس کمتری کو ختم

---

[14] PUBLIC VS PRIVATE QUALITY EDUCATION AT PRIMARY LEVEL IN PAKISTAN Dr. Muhammad Sabil Farooq-PhD Scholar*, Nazia Feroze-Masters Student, Professor Dr. Yuan T, International Online Journal of Primary Education, 06:02, 2017, 9.10

[15] آئین پاکستان، 21

The Constitution of Pakistan, Article: 21

کرنے کے لئے داخلہ پالیسی میں خصوصی رعایت دیتے ہوئے لئے کوٹا (تین سے پانچ فی صد تک) مقرر کیا جائے۔ ایسے طلبہ کے لئے موجودہ شرحِ وظائف کو بڑھایا جائے۔ جبکہ داخلہ کے بعد یا دوران درس تدریس حسن سلوک اور اچھے انداز سے تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا جائے کہ یہ طلبہ ہماری مذہبی کتب یا روایات سے زیادہ ہمارے رویوں کا جائزہ لے کر منفی یا مثبت اثر لے رہے ہوتے ہیں۔ مذہبی تعلیمات کے ضمن میں مذہبی اقلیتوں کو اسلام کے شعائر کے متعلق آگہی اور حکمت کے ساتھ ان معاملات کی حساسیت سے بھی آگہی فراہم کی جائے۔ یہ اس لئے کہ اِن طلبہ وطالبات اس مرحلے کے بعد معاشرے کا حصہ بننا ہوتا ہے اگر ان کی تربیت بہتر انداز سے کی گئی تو یہ افراد معاشرے میں امن وسلامتی میں اضافے کا سبب بن سکیں گے۔

کتب خانہ جات

کتب خانے جامعات کا جزو لاینفک ہوتے ہیں۔ جہاں طلبہ وطالبات کتب بینی اور مطالعہ کے لئے ہر وقت منسلک رہتے ہیں۔ اس ضمن میں جامعہ کے منتظمین خصوصاً لائبریرین اور اساتذہ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ایسی کتب کو لائبریری کا حصہ بنائیں جو باہمی تعلقات کو دوستانہ بنیاد استوار کرنے کی تعلیم دیتی ہوں۔ اور ایسی کتب جو شدت پسندی اور انتہا پسندی کی طرف مائل کرنے کی تعلیمات مضمر ہوں انہیں لائبریری کا حصہ ہر گز نہ بنایا جائے۔

اسی طرح ایسی کتب جو کسی کے سیاسی یا مذہبی جذبات کو برانگیخت کریں کو بھی کتب خانوں کا حصہ نہ بنایا جائے۔ کہ طلبہ کے اذہان جذباتیت سے بھر ہونے کے ساتھ ساتھ فوری رد عمل کی طرف بھی چلے جاتے ہیں۔ اس طرح کی کتب جامعات میں انتشار کی راہ ہموار کر سکتی ہیں۔

مجالسِ علمی کا انعقاد کے موضوعات / ہیئت

جامعات میں شعبہ جاتی مجالس علم سے جامعاتی سطح تک مختلف علمی وفکری مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ جہاں مجالس کے موضوعات کے پیش نظر مخاطبین یا شرکاء کا تعین کیا جاتا ہے۔ یہ علمی وفکری مجالس نہ صرف طلبہ وطالبات بلکہ اساتذہ کی علمی مہارت کی تفہیم میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ پاکستان میں انتہاپسندی کے سدِباب میں ان علمی مجالس کے میں درج ذیل امور کو سامنے جانا چاہئے:

1. علمی مجالس کے موضوعات کی انتخاب میں فرقہ ورانہ مسائل سے اجتناب کیا جائے۔

2. کسی خاص مسلک کے مقررین کو دعوت دینے سے گریز کیا جائے کہ جامعات پر اس مسلک کی چھاپ چڑھ جانے سے نفرت کے جذبات کے ساتھ ساتھ گروہی تقسیم شروع ہو جاتے ہیں

3. مکالمہ کو فروغ دینے کی کوشش کی جائے کہ اس سے عدم برداشت کے جذبات میں کسی حد تک کمی لائی جاسکتی ہے۔

تحقیقاتی سرگرمیاں

جامعات نہ صرف تعلیم وتربیت فراہم کرتی ہیں بلکہ علم کی تخلیق، اضافے، توثیق کے لئے تحقیق کے میدان میں بھی خدمات سر انجام دے رہی ہوتی ہیں۔ اس ضمن میں جامعات کے اندر دو طرح کے تحقیقی کام ہو رہے ہوتے ہیں۔ ایک مجلات کی اشاعت اور دوسرے تحقیقی مقالات اور ان کی نگرانی وغیرہ۔ اس ضمن میں دیکھا گیا ہے کہ جامعات سے اشاعت پذیر ہونے والے مجلات کے مدیر وصول شدہ مقالات کی اشاعت کے عمل میں ذاتی پسند وناپسند کو خاصی اہمیت دیتے ہیں۔ اپنے گروہ یا فرقہ یا مذہب سے منسلک افراد کے مقالات کی اشاعت ترجیحی بنیادوں پر ہوتی ہے جبکہ مخالفین کے ساتھ سختی سے پیش آیا جاتا ہے۔ یہ رویہ اہلِ علم کے لئے نہایت افسوس ناک حد تک معمول بہ ہے۔

اشاعت کے لئے ارسال کئے گئے مضامین میں فقط ایک گروہ اور فرقہ کے افراد کے بعد اسی گروہ کے افکار کی ترویج بھی جامعات کی اصولی ذمہ داریوں کے برعکس عمل ہے۔ جامعات کو چاہئے کہ مجلات کی اشاعت کے عمل کو مکمل طور پر تعصبات سے دور رکھا جائے۔ اور کوشش کرکے ایسے مضامین کی اشاعت سے گریز کیا جائے تو گروہی افکار کے دفاع پر مبنی ہوں، اور ایسے تحقیقی مقالات کی اشاعت کو ترجیح دی جائے جن میں اقلیتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیمات پر تحقیقات کی گئی ہوں۔

جامعات کی تحقیقات میں پی ایچ ڈی، اور ایم فل کے لئے تحریر کردہ سَندی مقالات خاکہ سازی سے لیکر دفاعی شفوی امتحان اور اس کے بعد حتمی نسخہ باہمی تعاون اور احترام کے جذبات کو کمزور یا مضبوط بنانے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں درج ذیل امور بقائے باہمی میں معاون ہو سکتے ہیں:

1. عنوانات کی چانچ پرکھ میں ذاتی پسند وناپسند سے بالاتر ہو کر عمل تحقیق کو ترجیح دی جائے۔

2. نگرانِ مقالہ اپنے گروہی یا مسلکی تعصبات کی وجہ سے مقالہ نگار یا اس کے کام پر اثر انداز نہ ہو کہ دیکھنے میں آیا ہے کہ کئی محققین اپنی زندگی کا قیمتی وقت، سرمایہ اور صلاحیتیں فقط نگرانِ مقالہ کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے صرف کر رہے ہوتے ہیں۔ نگرانِ مقالہ اور مقالہ نگار کے مابین استاد شاگرد سے ہٹ کر دوستانہ رویوں کو روا رکھا جائے۔ یہ امر ممتحنین کی طرف سے بھی دیکھنے کو ملتا ہے، لہذا نگرانِ مقالہ اور ممتحنین ان تعصبات سے بالاتر ہو کر مقالہ کے معیار کی جانچ پرکھ کریں نہ کے مقالہ نگار کے مسلک کو بنیاد بنائیں۔

ہم نصابی سرگرمیاں

ہم نصابی سرگرمیاں جن میں مختلف تقریری و تحریری مقابلے، شعر و شاعری، ڈرامے، ثقافتی دنوں کی مناسبت سے پروگرامز کے ذریعے جامعات طلبہ وطالبات کی افکار کو معاشرے کے حساس مسائل کے حل کے لئے مختلف طریقوں سے بلاواسطہ پیغامات دیتے ہیں۔ ایسے بلاواسطہ پیغامات بالواسطہ پیغام سے زیادہ مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔ ان پروگرامز کے ذریعے ہم آہنگی اور دوستانہ تعلقات، مکالمہ، اور اختلاف رائے کے احترام کا پیغام دیا جائے۔ اس دوران کوشش کی جائے کہ اقلیتی اور کمزور طبقات کی دلچسپی اور حوصلہ بڑھانے کے لئے ان کی شرکت کو یقینی بنایا جائے۔ خاص طور پر سوال وجواب وغیرہ کے مقابلوں کے انعقاد میں میں کوشش کر کے مذہبی ہم آہنگی کے موضوع مقرر کئے جائیں۔

بقائے باہمی، امن وسلامتی، حسن اخلاق، باہمی دوستی اور اچھے رویوں کی ترویج کے لئے نوجوانوں کی کردار سازی میں جامعات مندرجہ بالا امور کو سامنے رکھتے ہوئے کسی بھی قسم کی سماجی تبدیلی میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔